ایک لے دے کر منجھلی خالہ رہ گئیں، وہ اکیلی کیا کیا کریں؟ صادقہ کے بچوں کو پالیں، بڑی بہو کی ٹہل کریں، اپنے گھر کو دیکھیں، جس کا نہ کریں اسی سے بُری۔ روپے پیسے کے قابل نہیں، ہاتھ پاؤں سے باہر نہیں، جس کے ہاں ضرورت دیکھتی ہیں آموجود ہوتی ہیں۔ کہنے کو جس کا جو جی چاہے کہہ لو، خلق کا حلق تھوڑی بند ہوسکتا ہے۔

ماموں اور باپ میں فرق نہیں ہوتا، مگر سمجھو نہ سمجھو تب بھانجا بھانجی تو خیر، اپنی اولاد بھی غیر ہے۔ خدا گواہ ہے میری تو اگر جان تک کام آجائے تو دریغ نہیں۔ اپنے بچے کم اور صادقہ کے بچے زیادہ۔ مگر ذرا عقل سے کام لو، ساری دنیا میں بدنام ہوں، مری ہوئی ہڈیاں اکھڑواؤں، اماں باوا کی ناک کٹواؤں، دادی دادا تک کو پنواؤں جب ان کے ساتھ رکھنے کا نام لوں، میں خود پرائے بس میں ہوں۔ شوہر کا، معاملہ سسرال کی بات، ساس نندوں کا ساتھ، ہر وقت کی جھک جھک، رات دن کی پٹ پٹ، کنبے بھر میں ذلیل ہوں۔ عمر بھر کے لیے مٹی پلید کرنی، گھروں میں لڑائیاں ڈالنی، دلوں میں فرق ڈالنے کس خدا نے بتائے ہیں۔ اماں جان تو پہلے ہی فرماتی ہیں کہ میکے کا بھرنا بھرتی ہیں۔ بچوں کو رکھ لوں تو زندگی ہی دوبھر ہوجائے۔ تم کو ماشاء اللہ اسی روپیہ ملتے ہیں۔ دو میاں بیوی دو بچے کل چار دم۔ اسی روپیہ کیا کم ہیں؟ برا مانو یا بھلا، جس طرح ہوسکے صادقہ کے بچوں کو پانچ روپیہ مہینہ دو۔ یہ روپیہ رائیگاں نہیں جائے گا۔ یہاں نیک نام وہاں سرخرو۔

نصیر میاں! حق داروں کا حق سمجھو، اللہ میاں برکت دے گا۔ پھلوگے پھولوگے، دنیا کی بہار دیکھوگے، روزگار میں ترقی ہوگی۔ ان بچوں کو غیر نہ سمجھو، ظہیر اور حمید میں فرق نہیں ہے۔ بھائی بہن کی اولاد ایک ہوتی ہے۔ یہ بیچارے بھی کیا یاد کریں گے کہ کوئی ماموں تھا۔ دلہن بیگم کو بہت بہت دعا، بچوں کو پیار، اب ماشاء اللہ بچی پاؤں پاؤں چلتی ہوگی۔ اچھا خدا حافظ۔ (روز جمعہ۔ خدیجہ)

ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی وطن عزیز کے ممتاز اور قدآور علمی شخصیت تھے۔ آپ کا علمی افق وسیع اور حلقہ احباب علماء وفضلاء پر مشتمل تھا۔ آپ کے مجتہدانہ رنگ، وسعتِ نظر اور بلیغ افکار و تخیل معروف تھے۔

موصوف اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں الدعوۃ اکیڈمی کے چیئرمین تھے، بعد میں وائس چانسلر بھی رہے۔ آپ نے وفاقی وزیر مذہبی امور کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی ہیں۔ بیرون ممالک کے تعلیمی اداروں میں بھی اپنی علمی صلاحیت کا مظاہرہ کرچکے ہیں۔ جناب موصوف ماہ اکتوبر کے اوائل میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ آپ کی رحلت علمی دنیا کے لیے ایک بڑا خلا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور علمی وعملی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ (جمعیت اہلحدیث بلتستان)

امام صغانیؒ کی خدماتِ حدیث

عبدالرشید عراقی

امام رضی الدین ابوالفضل حسن بن حسن صغانی کے والد صغان سے ہجرت کر کے لاہور آگئے۔ یہیں حسن بن حسن صغانی ۱۱۷۷ء بمطابق ۵۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فاروقی عمریؓ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ۶۱۵ھ میں صغان بغداد گئے اور دو سال بعد عباسی خلیفہ کے دربار میں ایلچی بنا کر دہلی بھیج دیے گئے۔ جہاں وہ سات برس تک رہے۔ پھر بغداد گئے اور ایلچی کی حیثیت سے واپس آئے۔ پھر واپس بغداد گئے، جہاں ۶۵۰ھ/۱۲۵۲ء میں انتقال ہوا۔

صغانی ایک ممتاز محدث اور ماہر لسانیات تھے۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں، جن میں سے ایک ''مشارق الأنوار النبوية من صحاح الأخبار المصطفوية'' ہے؛ جس میں آپ نے احادیث کو نئے طریقے سے مرتب کیا ہے جو صحیحین یا ایک میں شامل ہیں۔ اس ترتیب و تہذیب میں احادیث حروف تہجی کے حساب سے منقسم اور مرتب کی گئی ہیں، اس میں بارہ ابواب ہیں، ہر باب کئی فصلوں میں منقسم ہے۔

خادم المحدثین مولانا عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ نے لاہور (پاکستان) کے اس مایہ ناز محدث اور ان کے علمی اثر ''مشارق الأنوار'' کے بارے میں وافی شافی تحقیق انیق پیش کی ہے، جو نذر قارئین ہے:

عبدالرحیم روزی

امام رضی الدین حسن صغانیؒ علمی تبحر، جلالتِ قدر، وسعتِ معلومات اور ذوقِ مطالعہ کے اعتبار سے امامت کے درجے پر فائز تھے۔ علمائے اسلام نے ان کے فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ آزاد بلگرامی فرماتے ہیں: ''متعدد فنون کی تحصیل کی اور ان میں اعلیٰ استعداد بہم پہنچائی۔'' [مآثر الکلام ۱۸۱/۱]

مولانا عبدالحی فرنگی محلی مصنف نزہۃ الخواطر کہتے ہیں: ''ان کی تصانیف بہت مشہور و مقبول ہوئیں اور ان کے علم و فضل کے سامنے علمائے زمانہ سرنگوں ہو گئے...... علوم میں مکمل دستگاہ رکھتے تھے۔'' [الفوائد البهية ص ۲۹] اربابِ سِیر نے فقہ میں ان کے صاحبِ کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ مولوی احسان علی بریلوی کہتے ہیں: ''فقہ میں صاحب کمال تھے۔'' [تذکرۂ علمائے ہند ص ۴۸]

لغت و ادب میں بھی امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ عالم اسلام میں امام لغت کی حیثیت سے زیادہ روشناس ہوئے۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: ''لغت کی معرفت ان پر تمام ہوگئی۔ اس میں انہوں نے یادگار کتابیں چھوڑیں، وہ لغت کے پرچم بلند کیے ہوئے تھے۔ [بغية الوعاة ص ۲۲۷]

امام صغانیؒ شعر و سخن کا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ عربی زبان کے صاحب طرز ادیب تھے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی کہتے ہیں: ''امام صغانی کو شعر و سخن کا اچھا ذوق تھا، وہ خود بھی شعر موزوں کرتے اور برجستہ اشعار کہتے تھے۔ ان کے اشعار میں بڑی

روانی اور آمد ہوتی تھی اور صنائع وبدائع اور شعری محاسن سے پُر ہوتے تھے۔ ان کے دوشعروں کا ترجمہ ملاحظہ ہو: ☆

(۱) ''میں نے زمانے سے کہا کہ میرے ساتھ صلح کرے۔ کیونکہ میں حضرت عمرؓ کی اولاد ہوں۔ اور میرا وطن صغان ہے۔

(۲) چنانچہ وہ میرا مطیع ہوگیا۔ اور اس نے مجھ سے صلح کرلی، میرے لیے بازو پھیلا دیے۔ اور مجھ سے قریب ہوا اور میری طرف متوجہ ہوگیا۔'' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کتنے قادر الکلام شاعر تھے۔ مگر افسوس کہ ان کا کوئی مجموعہ یادگار موجود نہیں

[تذکرہ علمائے ھند ص ۱۹/۳-۲۰]

حدیث میں امتیاز: امام صغانیؒ کا حدیث میں مرتبہ ومقام کتنا بلند تھا۔ برصغیر کے نامور علماء نے لکھا ہے کہ: ''امام صغانی فن حدیث میں امام تھے۔ حدیث کے متعلقہ علومِ رجال، جرح وتعدیل اور توثیق وتضعیف میں یکتا تھے۔ حدیث کے علاوہ ان فنون میں بھی ان کی تصانیف یادگار ہیں۔ موضوعاتِ حدیث پر ان کے دو رسالے ہیں۔

علامہ آزاد بلگرامی فرماتے ہیں: ''فقہ، حدیث اور دوسرے علوم میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔'' [مـآثـر الكلام ۱۸۱/۱]

مولوی احسان علی بریلوی کہتے ہیں: ''محدث عالم بود۔'' [تذکرہ علمائے ھند ص ۴۸]

علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں: ''لغت وحدیث میں امام قرار پائے۔'' [مقالات سلیمان ۴/۲]

تصانیف: امام صغانیؒ نے مختلف موضوعات پر بڑی عمدہ کتابیں تصنیف کیں۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے اپنی کتاب ''**تذکرہ المحدثین**'' میں ان کی (۴۱) تصانیف کے نام درج کیے ہیں۔ حدیث سے متعلق ان کی درج ذیل کتابیں ہیں:

(۱) الدر الملتقط فی تبین الغلط (۲) شرح صحیح البخاری

(۳) الشمس المنيرة من الصحاح المأثور. (۴) رسالة فی الأحاديث الموضوعات

(۵) كشف الحجاب عن أحاديث الشهاب. (۶) مشارق الأنوار.

مشارق الأنوار کا تعارف:

اس کتاب کا پورا نام '' مشارق الأنوار النبوية من صحاح الأخبار المصطفوية '' ہے۔ اس کتاب کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوگئی وہ کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں ہوئی۔ اب تو اس کتاب کا چرچا کم ہوگیا ہے: لیکن ایک زمانے میں یہ

☆ مضمون نگار کو شعر ہی لکھنا چاہیے تھا، ترجمے سے '' قادر الکلامی '' کا کیا پتہ چلے گا۔

کتاب بہت زیادہ مقبول اور متداول تھی اورنویں صدی ہجری تک دینی مدارس کے نصاب میں شامل تھی۔

علامہ سید سلیمان ندوی کہتے ہیں:''نویں صدی ہجری تک صرف مشارق الانوار کانسخہ ہندوستان میں نظر آتا ہے۔محمد تغلق (ت۷۵۲ھ)جس کے براہ راست تعلقات مصری عباسی خلافت سے تھے اور اس کی طرف سے اس کوحکومت کا فرمان،خلعت اور علم (پرچم) بھی ملا تھا۔اس نے خلیفہ عباسی کی بیعت بھی کی تھی۔اس کا قاعدہ تھا کہ جب لوگوں سے بیعت لیتا تو مصر کے خلیفہ عباسی کے فرمان کے ساتھ قرآن پاک اور مشارق الانوار کانسخہ سامنے رکھ لیتا تھا۔''[مقالات سلیمان ۷۴/۲۔۷۵]

مشارق الأنوار مدتوں ہندوستان کے دینی مدارس کے نصاب میں شامل رہی۔مولوی سید حسن برنی اپنے مقالے ''امام صغانی لاہوری''میں کہتے ہیں:''امام صغانی ایک بلند پایہ مصنف تھے۔ان کی تصانیف میں مشارق الأنوار جس کا متن اور اردو ترجمہ شائع ہو چکے ہیں،بہت زیادہ مشہور ومتداول ہے۔یہ مجموعہ حدیث نہایت مقبول ہوا۔اور ہندوستان میں تو عرصہ دراز تک حدیث کی انتہائی تعلیم کا دارومدار اس کتاب پر رہا۔''[معارف اعظم گڑھ جولائی ۱۹۲۹ء،تذکرۃالمحدثین ۳۷/۳]

امام صغانیؒ نے یہ کتاب عباسی خلیفہ مستنصر باللہ کے نام سے بغداد میں ترتیب دی۔آپ کہتے ہیں:''میں نے اسے مستنصر بن ظاهر بن مستضیٔ عباسی کے کتب خانہ کے لیے مرتب کیا۔''[اتحاف النبلاء ص۱٤٧]

علامہ سید سلیمان ندوی کہتے ہیں:''علمائے محدثین نے اس کتاب کی بڑی قدر کی اور بے شمار لوگوں نے اس کی شرحیں لکھیں،اورخود یہ کتاب مدارس کے نصاب میں داخل ہوگئی۔''[مقالات سلیمان ۵٠٤/۲]

مشارق الأنوار صحیح احادیث کا مجموعہ ہے اوراس میں درج تمام احادیث کی صحت پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے۔اس میں کوئی ایسی حدیث درج نہیں جوغیر معتبر ہو۔امام صغانیؒ مقدمے میں لکھتے ہیں:''یہ کتاب مجھے اس قدر پسند ہے کہ میں اس سے روشنی حاصل کرتا ہوں اوراس پر عمل کرتا ہوں اور یہ کتاب صحت ووثوق اور اعتناء واستناد میں میرے اور اللہ کے درمیان حجت ہےاور یہ دنیا میں مدۃ العمر رفیق وانیس ہوگی اوران شاءاللہ عقبیٰ میں میرے لیے موجب شفاعت ہوگی۔''

مشارق الأنوار کی احادیث کی تعداد ۲۲۴۶ ہے اور (۱۲) ابواب ہیں۔اکثر ابواب کے ذیل میں فصول وانواع بھی شامل ہیں۔امام صغانی نے جس نہج پر اس کتاب کی ترتیب وتبویب کی ہے،علمائے اسلام نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

علامہ عزیز الدین عبداللطیف بن عبدالعزیز فرماتے ہیں:شیخ صغانی نے اسے نہایت خوبی سے مرتب کیا ہے اوراس کا بہت عمدہ انتخاب کیا ہے۔[تذکرۃ المحدثین ۴۳/۳]محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:''اس کتاب کی ترتیب اچھے اور خوبصورت طریقے پر کی گئی ہے۔''[اتحاف النبلاء ص۱٤٧]

مشارق الأنوار کی شرحیں:

مشارق الأنوار کے ساتھ علمائے اسلام نے بہت اہتمام کیا ہے۔اس کی متعدد شرحیں،حواشی ومختصر لکھے ہیں۔

مولوی سید ہاشمی فرید آبادی کہتے ہیں:''امام رضی الدین حسن صغانی کی تالیف مشارق الأنوار حدیث کی نہایت مشہور ومعتبر کتاب مانی جاتی ہے اوراس کی مقبولیت کا اس واقعے سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ دسویں صدی ہجری تک (تقریباً ساڑھے تین سو برس میں)اس کتاب کی ۲۴،۲۵ شرحیں اور حواشی لکھے جا چکے تھے،جو بجائے خود مستقل اور بلند پایہ کتابیں ہیں۔''[**تاریخ ہند** کتاب دوم ص:۶۲۶] مولوی ابو یحیٰی امام خان نوشہرویؒ لکھتے ہیں:''صحاح ستہ کے بعد سب سے زیادہ شرحیں مشارق الأنوار کی لکھی گئیں۔[**معارف اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۳۷ء ص ۴۳۹،تذکرۃ المحدثین ۳/۵۰**] مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے اپنی کتاب ''تذکرۃ المحدثین''میں (۲۰) شروح کے نام مع ان کے شارحین کے درج کیے ہیں۔[۳/ ۵۰۔۵۶]

برصغیر(پاک وہند)میں مشارق الأنوار کی شروح وتراجم:

برصغیر کے علمائے حدیث نے بھی مشارق الأنوار کے ساتھ بہت اہتمام کیا ہے۔اس کی شرحیں لکھیں اور اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی تعداد (۸) بتائی ہے۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ شرح مشارق الأنوار۔ازمولانا شمس الدین یحیٰی اودھی

۲۔ شرح مشارق الأنوار۔ازمولانا مظفر علی بلخی بہاری (ت۸۰۳ھ)

۳۔ مدارج الأخبار۔ازخواجہ ارزانی محدث جونپوری (ت۹۸۱ھ)

۴۔ تبصرۃ الأخبار فی تخریج الآثار۔ازمولانا الٰہی بخش بڑاکری (ت۱۳۳۴ھ)

۵۔ ملتقط مشارق الأنوار۔یہ کتاب کی تلخیص ہے،جوعلامہ عبدالغنی نے لکھی ہے۔سن تلخیص ۹۰۳ھ درج ہے اوراس کا قلمی نسخہ کتب خانہ رام پور میں موجود ہے۔[فہرست کتب خانہ عربیہ رام پور ۲/ ۱۷]

۶۔ مشکوٰۃ الأنوار تسہیل مشارق الأنوار۔ازمولانا عبدالغفور غزنوی (ت۱۳۵۴ھ)

۷۔ ترجمہ مشارق الأنوار۔ازمولانا محمد احسن نانوتویؒ۔

۸۔ تحفۃ الأخیار ترجمہ مشارق الأنوار۔ازمولانا خرم علی بلہوری (ت۱۲۶۰ھ)

تحفۃ الأخیار اردو میں حدیث کا پہلا ترجمہ: